خالدہ اختر

عربی لغت نویسی کی مختصر تاریخ

عرب اپنی زبان کی حفاظت کا بڑا اہتمام کرتے تھے۔ جہاں تک شعر و خطابت اور فصاحت و بلاغت کا تعلق ہے، عرب زمانہ جاہلیت سے ہی اپنی زبان کو نہایت بلند مقام تک پہنچا چکے تھے۔ ظہور اسلام کے بعد اس میں اور بھی اضافہ ہوا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ قرآن پاک عربی زبان میں نازل ہوا، اور عربی اللہ کے رسول کی زبان تھی۔

عربوں کی زندگی جاہلیت میں بدویانہ تھی۔ ان کی ضرورتیں محدود اور ان کی زندگی بسر کرنے کرنے کے وسائل بالکل سادہ تھے۔ ان کو مختلف قسم کی علمی اصطلاحوں کی ضرورت نہ تھی۔ اس کا فطری تقاضا یہ تھا کہ عربی زبان علوم کی اصطلاحات، پیشوں کے اوزار، زیب و زینت اور عیش و تنعم کے سامان اور بلند مدنیت کے تمام دوسرے لوازم سے تہی مایہ تھی۔ ان کی زندگی کی اکثر ضروریات کا دارومدار اونٹ پر تھا۔ کھانے پینے اور سواری کی تمام ضروریات وہ اسی سے پوری کرتے تھے۔ اس لیے قدرتی طور پر ان کی زبان میں اونٹ کے لیے بہ کثرت الفاظ موجود تھے۔ جاہلیت کی زندگی جنگ جویانہ تھی۔ قبائل میں ہمیشہ جنگ چھڑی رہتی تھی۔ اس لیے آلاتِ حرب میں بھل، تیر، تلوار، نیزہ وغیرہ کے نام بہ کثرت موجود تھے، بلکہ ایک ایک ہتھیار کے کئی کئی نام تھے۔

بداوت کے دور کے بعد جب عربوں میں تمدن آیا اور وہ رومیوں اور فارسیوں سے ملے، اور ان کے شہروں میں آمد و رفت شروع ہوئی، وہاں زیب و زینت اور عیش و تنعم کے سامان دیکھے، فنونِ لطیفہ اور باریک صنعتیں نظر آئیں۔ تمدن نے نئے معانی، نئے علوم اور نئی اصطلاحوں کی ضرورت پیدا کی تو انھوں نے اپنے آپ کو ان چیزوں کی تعبیر کے لیے مجبور پایا۔ پھر جب یہ تمام چیزیں ان کے قبضے میں آگئیں تو انھوں نے اپنی زبان کو زمانے کے حالات کے مطابق بنالیا۔ کہیں عربی الفاظ کی تعریب کی، کہیں ان سے اشتقاق کیا، کہیں ان میں تراش خراش کی اور اس طرح ان کی بدوی زبان ان کی تمدنی ضروریات پورا کرنے لگی۔

مشہور ماہر نحو و لغت خلیل بن احمد کے عہد تک عرب لغت نگاری سے آگاہ نہ تھے، مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ لغات سے بے نیاز تھے، اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ جن کلمات کے مفہوم سے آگاہ نہ ہوتے ان کے معانی اہلِ علم سے پوچھتے تھے، چناں چہ بعض اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو کے دوران ایسے الفاظ ارشاد فرمادیا کرتے تھے، جن کے معنوں سے صحابہ واقف نہ ہوتے، حالانکہ ان میں حضرت عمر بن خطاب، حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم جیسے عظیم ماہرین لسان بھی تھے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ یمنی فرماتے ہیں کہ چھری کو ہم "مدیۃ" کہتے تھے۔ یہ کہ اس کو "سکین" بھی کہتے ہیں۔ میں نے پہلی دفعہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تو پوچھنا پڑا یا رسول اللہ! اس سے کیا مراد ہے؟"

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں "شعر عربوں کا دیوان ہے۔ جب قرآن کے کسی لفظ کا مفہوم ہمیں معلوم نہ ہوتا تو ہم اشعار کی طرف رجوع کرتے۔"

حضرت عبداللہ بن عباس بلاشبہ ایک چلتی پھرتی کتابِ لغت تھے۔ وہ عربی لغات، نوادر اور مفردات سے بخوبی آگاہ تھے اور مہارتِ لغت کی بنا پر عربی کلمات کی لغوی تشریح کرتے تھے۔

عربوں نے عربی زبان کے تحفظ کے لیے جس عرق ریزی کا ثبوت دیا ہے دنیا کی کسی قوم میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ یہ محنت اور کاوش مختلف طریقوں سے کی گئی۔ مثلاً مفردات کی روایت، قواعد و اصول کی ترتیب و تہذیب، شواہد کا استیعاب، کلمات و موازین کا حفظ و ضبط، مترادف الفاظ میں دقیق لغوی فرق، معرب اور دخیل الفاظ کی تحقیق وغیرہ۔ اس اہتمام کی بڑی وجہ قرآن پاک کی حفاظت اور اس کے معانی و مطالب کے فہم و ادراک کی ضرورت و اہمیت تھی۔ مزید برآں عربی محض علم دین کے حصول کا ذریعہ ہی نہ تھی، انسانی علوم، تہذیب و تمدن کے مظاہر اور انسانی تجربات اور افکار و آرا معلوم کرنے کا وسیلہ بھی تھی۔ لغت نویسی میں عربوں کی اولیت مسلّم ہے۔ وہ اس فن تک بہ تدریج پہنچے۔ پہلے پہل انھوں نے مردوں اور عورتوں کے ناموں پر مشتمل "کتب الطبقات" مرتب کیں، آگے چل کر عربی لغت نگاری کا دائرہ وسیع ہوا، اور ہر فن کے بارے میں ایک لغت مرتب کی گئی۔ بلکہ ایک ہی فن سے متعلق متعدد لغات لکھی گئیں۔

صحابہ کرام کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کے مشکل الفاظ کے معانی دریافت کرنا تدوینِ لغت

کا پہلا مرحلہ تھا۔

حضرت ابن عباس کا صحابہ کے لیے قرآن و حدیث کے مشکل الفاظ کے معانی بتانا اور مفردات کی تشریح کرنا تدوینِ لغت کا دوسرا مرحلہ تھا۔

اس کے بعد لغت نگاری کا تیسرا مرحلہ آیا، جس میں لغوی مفردات کو بلا ترتیب یکجا کیا جاتا۔ وہ قصداً ایسے الفاظ کو یکجا کرتے، جو صورۃً ملتے جلتے اور معانی و مفہوم کے اعتبار سے بھی ایک دوسرے سے قریب ہوتے۔ مثلاً قدٌ و قطٌ (چیرا، پھاڑا) اور قضم، خضم (چبایا)۔ وہ کثیر المعانی الفاظ کو بھی جمع کرنے کے عادی تھے۔ مثلاً العین (چشمہ، آنکھ، زانو، جاسوس) وغیرہ۔ اس طرز پر جو کتب مرتب ہوئیں، ان کے نام کتاب النبات، کتاب الحشرات، کتاب الابل وغیرہ تھے۔ اس کے بعد عام لغت نویسی کا آغاز ہوا۔ یعنی پہلی صدی ہجری لغت نویسی کا نقطۂ آغاز تھی اور دوسری صدی ہجری میں عام طور سے اس کام کی بنا پڑی۔

اس سلسلے کی پہلی لغت خلیل بن احمد الفراہیدی کی "کتاب العین" ہے جسے ہم اصطلاحاً ڈکشنری کہہ سکتے ہیں۔ یہ کتاب عربی لغت کی اصل اساس ہے۔ خلیل نے اسے حروف تہجی کی ترتیب سے مرتب کیا، مگر اس میں مخارجِ حروف کی ترتیب کو ملحوظ رکھا جو عربی میں ایک خاص جدت ہے۔ عربی میں حروفِ تہجی اور حروفِ ابجد کی ترتیب رائج تھی۔ اس نے پہلے حلق، پھر زبان، پھر دانتوں اور پھر ہونٹوں کے حروف لیے۔ حروفِ علت کو آخر میں رکھا۔ کتاب کا آغاز حرف العین سے کیا اللہ اس کی وجہ تسمیہ بھی یہی ہے۔ افسوس کہ کتاب العین زمانے کی دست برد سے محفوظ نہ رہی۔ اس کے صرف وہی حصے محفوظ ہیں جو دیگر مصنفین نے اپنی کتب میں نقل کیے ہیں، مثلاً السیوطی نے "المزہر" میں اور السیبویہ نے "الکتاب" میں اس کے طویل اقتباسات نقل کیے ہیں۔ علما اس کتاب کے بارے میں مختلف آرا رکھتے ہیں، ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب خلیل نے پوری کر لی تھی اور لیث بن نصر نے صرف تحریر میں اس کی مدد کی تھی۔ معجم الادبا میں ہے کہ خلیل نے صرف اس کا ایک حصہ لکھا تھا اور لیث بن نصر نے اس کو مکمل کیا۔ ابن خلکان کہتے ہیں کہ خلیل نے اس کے ابتدائی حصے لکھے تھے اور عین نام رکھا تھا۔ پھر اس کا انتقال ہو گیا اور کتاب اس کے شاگردوں نے مکمل کی۔ الصولی کا کہنا ہے، "میں نے ابو العباس الثعلبی کو یہ کہتے سنا ہے کہ کتاب العین میں خلیل

اس لیے واقع ہوئیں کہ پوری کتاب خلیل کی تحریر کردہ نہیں ہے - اگر وہ خود کتاب کو مکمل کرتے تو کسی غلطی کا امکان نہ تھا اس لیے کہ خلیل عدیم النظیر عالم تھا - "کتاب العین کی اہمیت کے پیش نظر متعدد علما نے اس پر نقد و جرح کی اور اس ضمن میں کتب لکھیں -

اس سلسلے کی دوسری کتاب "کتاب الجیم" اسحاق بن مرار الشیبانی کی تالیف ہے جو متوسط حجم کے ۲۸۷ اوراق پر مشتمل ہے - معرکی المجمع اللغوی نے کتاب الجیم کو مشہور فرانسیسی مستشرق شارل کے حواشی اور ابراہیم مصطفیٰ کی تحقیق کے ساتھ کتب خانہ اسکوریال کے نسخے پر اعتماد کرتے ہوئے شائع کر دیا ہے - ابو عبید القاسم بن سلام ایک رومی غلام کا بیٹا اور بڑا عابد و زاہد تھا - علما نے قرآن و حدیث اور لغت میں اس کی بیس کتب کا تذکرہ کیا ہے - اس نے لغت میں ایک کتاب "الغریب المصنف" تصنیف کی، جسے مشہور جرمن مستشرق شپٹلر (Shiptaler) نے ایڈٹ کر کے شائع کیا - اس میں لغت کی تیس کتابوں کو یک جا کر دیا گیا ہے - مصنف نے اس میں سترہ ہزار عربی کلمات جمع کیے ہیں -

الجمهرة فی اللغة ، ابو بکر محمد بن الحسن بن درید الازدی البصری کا شمار لغت کے بڑے بڑے علما میں ہوتا ہے - علما کی رائے میں وہ خلیل کا قائم مقام تھا - اس نے اپنی اہم ترین کتاب الجمهرة فی اللغة کو حروف تہجی کی ترتیب سے مرتب کیا - خلیل کی طرح پہلے ثنائی، پھر ثلاثی، پھر رباعی، پھر ملحق الرباعی، اس کے بعد خماسی اور سداسی الفاظ لیے ہیں - الفاظ نادرہ ایک باب میں جمع کر دیے ہیں - مادے بالترتیب درج ہیں - مسعودی نے مروج الذہب میں لکھا ہے کہ اس نے لغت میں ایسی چیزیں ایجاد کر دی ہیں جو متقدمین کے ہاں نہ تھیں - جمهرة اللغة معتبر کتاب ہے - اس کے قلمی نسخے لندن، پیرس اور مصر میں موجود ہیں - یہ کتاب ہندوستان میں طبع ہو چکی ہے -

ابو ابراہیم اسحٰق بن ابراہیم الفارابی "الصحاح" کا مصنف الجوہری کا ماموں تھا - اس نے کتاب "دیوان الادب" لکھی - جسے وہ میزان اللغة و معیار الکلام قرار دیتا ہے - اس نے کتاب کو چھ قسموں میں تقسیم کیا ہے - پھر ہر قسم کو دو قسموں میں تقسیم کر کے پہلی قسم کو اسما اور دوسری کو افعال کے لیے مخصوص کیا ہے - پھر ہر کلمے کے آخری حرف کو باب قرار دیا ہے - مثلاً باب الباء میں وہ ایسے کلمات درج کرتا ہے، جن کے آخر میں حرف الباء ہے -

تھذیب اللغۃ ابو منصور محمد بن احمد بن ازہر الھروی اللغوی کی تصنیف ہے۔ اس کو ابن منظور نے اجمل الکتب کہا ہے۔ اس کے مقدمے میں راویانِ لغت کے سیر و سوانح درج ہیں۔ اس میں غیر صحیح الفاظ بہت کم ہیں۔ التھذیب چھپ چکی ہے۔ دنیا کے مختلف کتب خانوں میں اس کے اٹھارہ قلمی نسخے پائے جاتے ہیں۔

کتاب المحیط : اسماعیل بن عباد ابن عباس ابو القاسم کی ضخیم تصنیف ہے۔ اس نے مخارج حروف کی ترتیب سے کتاب مرتب کی۔ شواہد و مراجع کو یکسر نظر انداز کر دیا۔ المحیط وسعت و جامعیت کے لحاظ سے بے نظیر مگر کیفیت کے لحاظ سے ناقص ہے۔ دارالکتب المصریۃ میں المحیط کی الجزء الثالث کا قلمی نسخہ موجود ہے، جو ۲۷۴ صفحات پر مشتمل ہے اور ساتویں صدی ہجری کا تحریر کردہ ہے۔ یاقوت نے لکھا ہے کہ یہ کتاب دس جلدوں میں ہے جب کہ ابن خلکان نے سات جلدوں کی تصریح کی ہے۔

ابن فارس نے جس کا اصل نام ابو الحسین احمد بن زکریا تھا، دیگر تصانیف کے علاوہ دو کتابیں علم اللغۃ پر لکھیں۔ ایک کا نام "مقاییس اللغۃ" اور دوسری کا "المجمل" ہے۔ دونوں کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ ابو علی القالی نے "البارع" تصنیف کی جو حروفِ تہجی کے مطابق مرتب کی گئی ہے۔ یہ پہلی لغت ہے جو اندلس میں لکھی گئی۔ اس کا مکمل نسخہ ناپید ہے، صرف اجزا ملتے ہیں۔ السیوطی نے "المزہر" میں اس کو صحیح ترین کتاب کہا ہے۔

تاج اللغۃ والصحاح العربیۃ : ابو نصر اسماعیل بن حماد الجوہری کی تصنیف ہے۔ علمائے لغت میں جوہری کی شخصیت بہت منفرد ہے۔ جوہری درحقیقت لغت کا جوہری تھا۔ اس نے طلبِ علم کے لیے مختلف جگہوں کی خاک چھانی۔ خالص عربی کی تلاش میں دیہاتوں اور صحراؤں میں گھومتا پھرتا رہا۔ پھر نیشاپور میں آکر تدریس و تصنیف کا شغل اختیار کیا اور وہیں اپنی گراں قدر تصنیف "تاج اللغۃ والصحاح العربیۃ" تحریر کی جو الصحاح کے نام سے معروف ہوئی۔ علما نے الصحاح کی بے حد تعریف کی ہے۔ الثعالبی کی رائے کی رائے میں "یہ کتاب ابن درید کی الجمھرۃ، الازہری کی تھذیب اللغۃ اور ابن فارس کی المجمل سے بہتر ہے۔" جلال الدین السیوطی نے مختلف کتب لغت کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھا ہے "اکثر کتب لغت کے جامعین نے رطب و یابس کو یکجا کر دیا ہے اور صحت کا التزام نہیں کیا۔ اولین لغت نویس جس نے صحت کا التزام کیا الجوہری ہے، اس لیے اس نے اپنی کتاب کا نام

الصحاح رکھا۔ الصحاح کو کتب لغت میں وہی درجہ حاصل ہے جو صحیح بخاری کو کتب حدیث میں حاصل ہے۔ الصحاح شہرہ آفاق کتاب ہے۔ جب یہ مصر پہنچی تو علما نے اسے بے حد پسند کیا۔ اس کتاب نے لغت نویسی کے لیے ایک نئی راہ ہموار کردی اور آج تک تمام لغات اسی ترتیب سے مرتب کی جارہی ہیں۔ بعض علما نے اس کو حفظ کیا، بعض نے اس پر تعلیقات و حواشی لکھے، بعض نے اس کا خلاصہ تیار کیا۔ بعض نے دیگر زبانوں میں اس کا ترجمہ کیا اور بعض نے اس کی مفصل شرحیں لکھیں۔

المحکم والمحیط الاعظم ، ایک نابینا مصنف کی تصنیف ہے جس کے والد بھی نابینا عالم تھے۔ حافظ ابوالحسن علی بن اسماعیل نے جو کہ ابن سیدۃ الاندلسی کے نام سے مشہور ہیں۔ اپنے والد کے علاوہ ابوالعلا اور صاعد بن الحسن البغدادی اللغوی سے استفادہ کیا۔ ان کی یہ گراں قدر تصنیف الصحاح کے بعد کتب لغت میں سب سے بڑی کتاب ہے۔ مصنف نحو اور لغت کے علاوہ علم قرأت میں بھی پوری دستگاہ رکھتا تھا۔ ترتیب کتاب العین کے مطابق ہے۔ صاحب القاموس اس پر بہت اعتماد کرتے تھے۔ ابن خلدون اور ابن منظور نے اس کو امہات لغت میں شمار کیا ہے۔ طٰہٰ حسین کی رائے میں یہ بنیادی اور قابلِ اعتماد کتابوں میں سے ہے۔

لسان العرب : ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور الافریقی کی تصنیف ہے جو ابن منظور کے نام سے مشہور ہیں۔ اس لغت میں الجوہری کی الصحاح، الازہری کی التہذیب، ابن السیدہ کی المحکم اور ابن الاثیر کی النہایہ کو جمع کر دیا گیا ہے۔ یہ کتاب ۱۳۰۰ھ میں مصر سے بیس جلدوں میں چھپ چکی ہے۔ یہ مفردات کی سب سے ضخیم کتاب ہے۔ لسان العرب کو جو اسی ہزار کلمات پر مشتمل ہے لغت کا دائرۃ المعارف کہا جاتا ہے۔ الشیخ المرصفی نے اس پر بہترین حواشی تحریر کیے ہیں اور اس پر تنقید و جرح کی ہے، جو اس کتاب کی اپنی ضخامت کے برابر ہے۔ اسی طرح مشہور مستشرق کرنکو نے بھی مفید حواشی تحریر کیے ہیں۔ اگر لسان العرب کو ان مفید تعلیقات کے ساتھ شائع کر دیا جائے تو یہ عربی زبان کی بہت بڑی خدمت ہوگی۔

القاموس : مجدالدین ابوطاہر محمد بن یعقوب بن محمد شیرازی الفیروزآبادی کی تصنیف ہے، جسے عربی لغات میں بے حد شہرت و مقبولیت حاصل ہے۔ اس میں مصنف نے ابن السیدہ کی المحکم اور الصنعانی کی العباب کا خلاصہ جمع کر دیا ہے۔ القاموس میں الجوہری پر حد درجہ نکتہ چینی کی گئی ہے۔

بعض علما نے الجوہری کی حمایت میں اور بعض نے الفیروزآبادی کی مخالفت میں کتابیں تحریر کی ہیں۔
القاموس ان عظیم لغات میں سے ہے، جنھوں نے لغت نویسی کی تحریک میں ایک نئی روح پھونک دی۔ علما نے اس پر شرحیں لکھیں، بعض نے اس کی جرح و تنقید کی اور بعض نے اس کے خلاصے لکھے۔
تاج العروس من جواهر القاموس: کے نام سے ابوالفیض محمد بن محمد الشہیر بمرتضی الحسینی الزبیدی نے القاموس کی شرح لکھی۔ یہ عربی کی سب سے بڑی لغت ہے۔ اس میں ایک لاکھ بیس ہزار کلمات (مادے) ہیں۔ الزبیدی بہت سی باتیں جانتے تھے اور لوگ ان کو ان کے علم وفضل کی وجہ سے بہت زیادہ عزت واحترام کی نظر سے دیکھتے تھے۔
عصر حاضر میں بھی کچھ لغات لکھی گئی ہیں جو کہ عربی سے عربی اور عربی سے دوسری زبانوں مثلاً اردو، فارسی، ترکی، فرانسیسی، انگریزی اور جرمن وغیرہ میں ہیں، لیکن ان میں کوئی نئی بات نہیں — عربی کے قدیم لغت نگاروں نے جو قواعد وضع کیے تھے وہ ابھی تک برقرار ہیں اور ان میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔

مراجع ومصادر

ابی العباس شمس الدین ابن خلکان: وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، قاہرہ، مکتبۃ النہضۃ المصریۃ، ۱۹۴۸ء

جلال الدین السیوطی: المزہر، قاہرہ، السعادہ، ۱۳۲۵ھ

جمال الدین محمد ابن مکرم بن منظور انصاری: لسان العرب، مقدمۃ بیروت، دار بیروت ۱۹۵۶ء

علی بن اسماعیل بن سیدۃ الاندلسی: المحکم والمحیط الاعظم فی اللغۃ، مصطفی البابی والحلبی، ۱۹۵۸ء

علی بن الحسین المسعودی: مروج الذہب، قاہرہ، السعادۃ، ۱۳۴۷ھ

یاقوت الحموی: معجم الادبا، قاہرہ، مکتبہ عیسی البابی والحلبی (ن۔س)

علامہ ابن خلدون: مقدمۃ ابن خلدون، قاہرہ، لجنۃ البیان العربی، ۱۹۶۸ء

اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج ۱/۱۳ دانش گاہ پنجاب لاہور، ۱۹۸۰ء

سید انصاری: "عربی علم اللغۃ کی تاریخ" روئداد ادارہ معارف اسلامیہ، اجلاس اول، لاہور ۱۹۳۳ء

شیخ احمد امین: قدیم علوم عربیہ اور قدیم طریقہ تعلیم کی تجدید واصلاح، ماہنامہ معارف ۵ اعظم گڑھ، ۱۹۲۸ء

برصغیر پاک و ہند میں علم فقہ

محمد اسحاق بھٹی

اس کتاب میں سلطان غیاث الدین بلبن (۶۸۶ھ) کے عہد سے لے کر سلطان اورنگ زیب عالمگیر (۱۱۱۸ھ) کے عہد تک کی تمام فقہی مساعی کا احاطہ کیا گیا ہے اور تفصیل سے بتایا گیا ہے کہ برصغیر پاک و ہند علم فقہ سے کس طرح روشناس ہوا، یہاں کے علماء و زعماء نے کس محنت و جاں فشانی سے اس کی ترویج و اشاعت کا اہتمام کیا اور کن اہم فقہی کتابوں کی تدوین کی۔ برصغیر پاک و ہند کے جن سلاطین کے دور حکومت میں کتب فقہ مرتب کی گئیں، ان کے عہد اور طریق حکومت پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے، اس زمانے کے علمائے کرام کے حالات بھی بیان کیے گئے ہیں اور یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ یہ حکمران علم و علماء سے کس درجہ تعلق و ربط رکھتے تھے۔ پھر فقہ کی جن کتابوں کا تعارف کرایا گیا ہے۔ ان کے اہم اقتباسات بھی فاضل مصنف نے درج کتاب کیے ہیں۔ آخر میں فقہ کی ان مشہور اکیاسی کتابوں کے بارے میں ضروری معلومات فراہم کی گئی ہیں، جو مختلف ملکوں میں تصنیف کی گئیں اور جن کو مسائل فقہ کے اصل ماخذ کی حیثیت حاصل ہے۔ اس موضوع سے متعلق اردو زبان میں یہ پہلی کتاب ہے۔ صفحات ۴۰۸ قیمت : ۲۰/= روپے

معارف حدیث اردو ترجمہ معرفۃ علوم الحدیث

مولانا شاہ محمد جعفر پھلواروی

"معرفۃ علوم الحدیث" فن حدیث میں ایک بڑی گراں قدر تصنیف تسلیم کی گئی ہے۔ اس کے مصنف امام ابو عبداللہ الحاکم نیساپوری (۳۲۱ھ - ۴۰۵ھ) ہیں، اس میں احادیث کی قسمیں، راویان احادیث کے مراتب اور ان کے حالات، نیز اس سلسلے کی دوسری معلومات سب آگئی ہیں۔ اس کتاب سے فن حدیث کا کوئی طالب علم بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ ترجمہ بڑا شگفتہ اور رواں ہے۔

صفحات ۳۸۸ قیمت : ۱۵/= روپے

ملنے کا پتا : ادارۂ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ لاہور